عصر حاضر میں جدید ذرائع مواصلات کے ذریعے خرید وفروخت کا شرعی جائزہ

Transactions Via Modern Communication Tools: An Evaluation in the Light of Islamic Shar'ah

معراج الاسلام ضیاء
پروفیسر، شعبہ اسلامیات، جامعہ پشاور، پشاور
محمد طاہر
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان

Abstract

The emergence of electronic commerce has brought massive development and a significant increase in every aspect of business life worldwide. Important social matters including financial transactions are now carried out and settled through use of modern communication tools which include landline and wireless phones, fax, telegram, telex, and internet. The latter has brought revolution in connecting people via live web chats, video chats and conferencing. E-mail marketing is also growing very rapidly as a new platform of business. Initially, commercial activities conducted electronically were not, specifically, regulated because it was commonly perceived that regulations might disturb and hinder the growth of e-commerce. However, as a result of the notable expansion of electronic market activities globally, many legal disputes and concerns have surfaced. This indicates the need for regulations to govern the new activities. As a response to such need, various countries and international organizations have introduced rules and guidelines, based on their national laws. However, little has been done to regulate the phenomena according to the decrees of the Islamic legal system. The lack of specific Islamic rulings for the online market has discouraged many Muslim traders and customers from participating in electronic commerce. The present article therefore, aims to discuss validity of businesses transections reached at via these tools.

Key Words: Development, Islamic, Finance, Electronic, Commerce.

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين وصلى الله على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله الطاهرين وأصحابه المنتخبين وأزواجه أمهات المؤمنين.أمابعد:

عصر حاضر میں جدید ذرائع ترسیل ومواصلات کے ذریعے مالی اور دوسرے اہم معاملات انجام دیئے جارہے ہیں،ان ذرائع میں فون، تار، ٹیلکس، فیکس، وائرلیس، راست ویڈیو کانفرس شامل ہیں۔لہذا ضروری ہوگیا ہے کہ ان آلات کے ذریعے انجام دیئے جانے والے معاملات کا شرعی حکم معلوم کیا جائے۔فقہاء نے عقود ومعاملات کے دُرست ہونے کے لئے عقد کے وقت چند شرائط ذکر کی ہیں ان میں سے ایک اتحاد مجلس ہے جو بظاہر ان ذرائع میں مفقود معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر عمیق نظر وفقہی بصیرت سے دیکھا جائے

تو یہ اشکال ختم ہو جاتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ وقت وحالات کے پیش نظر قدیم عبارات اور اصطلاحات کو جدید زیور سے آراستہ کیا جائے۔ اس ضرورت کے پیش نظر یہ مقالہ چار مباحث پر محیط ہو گا

مبحث اول :

وہ تمام عقود و معاملات جن میں طرفین کی جانب سے مالی یا غیر مالی عوض ادا کیا جاتا ہے، ان کے دُرست ہونے کے لئے عاقدین کی رضامندی ضروری ہے ، جس کا اظہار ایجاب وقبول کے ذریعہ ہوتا ہے ،اسی لئے فقہاء نے ایسے معاملات کے لئے ایجاب وقبول کو رکن کا درجہ دیا ہے۔ پھر ایجاب وقبول میں اتصال ضروری ہے اس لئے فقہاء نے اتحاد مکان واتحاد مجلس کی شرط لگائی ہے۔ لہذا مجلس کے بارے میں جاننا ضروری ہے۔

مجلس کی لغوی تعریف:

مجلس "لام کے زیر کے ساتھ "مفعل کے وزن پر ظرف مکان ہے [1]۔ ظرف مکان وہ اسم مشتق ہے جو وقوع فعل کی جگہ اور اس کے معنی پر دلالت کرتا ہے [2] کبھی یہ مفعل کے وزن پر مصدر میمی آتا ہے [3] مصدر میمی وہ اسم ہے جس کی ابتداء میں وہ میم زائدہ مفتوحہ ہو جس سے مقصود تقابل نہیں ہوتا بلکہ وہ محض وقوع پر دلالت کرتا ہے۔ [4]

مجلس کی اصطلاحی تعریف:

اصطلاح فقہ میں مجلس عقد اس اجتماع کو کہتے ہیں جو عقد بیع کے لئے ہو [5]۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مجلس وہ ہے جس میں بیع سے اعراض پر دلالت کرنے والی کوئی بات نہ ہو اور نہ کسی ایسی چیز میں مشغولیت پائی جائے جس سے بیع فوت ہو جائے، اور یہ کہ وہ "ایجاب "اعراض کے لئے نہ ہو، لہذا اگر اعراض پایا جائے تو عقد اتحاد مکان کے باوجود باطل ہو جائے گا۔ [6]

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اتحاد مکان بذات خود مقصود نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ ایجاب کرنے والا اپنے ایجاب پر برقرار رہے، لیکن ان کی یہ بات ایجاب کو باطل کر دینے والے امور کے سلسلے میں ان کی ذکر کردہ تفصیل کے خلاف ہے۔ انہوں نے ایجاب کو باطل قرار دینے والے درج ذیل سات امور کی نشاندہی کی ہے: [7]

1. رجوع ضمنی یا صریحی جو اعراض پر دلالت کرے۔
2. عاقدین میں سے کسی ایک کا مر جانا۔
3. استحقاق یا شبہ استحقاق کی وجہ سے فروخت شدہ چیز کا بائع کے ہاتھ سے نکل جانا کیونکہ ملکیت کے سبب کی تبدیلی عین کی تبدیلی کے قائم مقام ہے۔ [8]
4. جوس کا سرکہ بن جانا۔
5. پیدائش کے ذریعہ افزائش۔
6. مبیع کی ہلاکت۔
7. قبضہ سے پہلے ثمن ہبہ کرنا۔

مبحث دوم:

فقہ حنفی کی رو سے معاملات میں اتحاد مجلس کی شرط:

معاملات میں اتحاد مجلس کی شرط کسی صریح نص میں نہیں ملتی ،بلکہ یہ اشارۃ النص سے معلوم ہوتی ہے،رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:"المتبايعان كل واحد منهما بالخيار على صاحبه ما لم يتفرقا"[9] آپس میں خرید وفروخت کرنے والے دو اشخاص میں سے ہر ایک کو اختیار ہے(بیع فسخ کرنے میں) جب تک وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:"البائعان بالخيار ما لم يفترقا"۔[10]

حدیث میں لفظ "ما"مصدریہ ظرفیہ ہے، جس کا مفہوم مدت ہے،اس کے "لم"نافیہ پر آنے سے ہم اس حدیث کی تاویل یوں کرسکتے ہیں "البيعان بالخيارمدة عدم تفرقهما"اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس سے ان کی مراد محدود نہ تھی کہ مخصوص مکان کو مجلس قرار دیں،بلکہ مجلس ایسی حالت سے عبارت تھی جس میں ایک فریق دوسرے کی مراد کو جان سکے،اسی لئے فقہاء نے بالمشافہ گفتگو کے علاوہ پیغام رسانی کو جائز قرار دیا،اسی طرح تحریر کے ذریعہ معاملہ کرنے کو جائز قرار دیا[11] اسی طرح ضمنی طور پر معاملات کے جاری ہونے کو جائز قرار دیا [12] ان کے نزدیک دونوں فریق دور ہوں لیکن ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں تو دونوں کے درمیان عقد ہو سکتا ہے ،بشرطیکہ دوری سے ان دونوں کی گفتگو میں اشتباہ والتباس پیدا نہ ہو[13]۔اسی طرح فقہاء نے تعاقد "باہمی معاملہ "پر دلالت کرنے والے تعاطی "لین دین"کی اجازت دی[14]،یعنی یہ کہ بغیر ایجاب کے بالفعل معاملہ ہو جائے[15]۔انہوں نے بالفعل بیع کی اجازت دی، جس میں ایجاب ہو اور جواب میں ایسا فعل ہو جو قبول پر دلالت کرے[16]۔اس تفصیل سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوئے:

1 ایجاب کے وقت ایجاب کرنے والے کی نیت کی ترجمانی صحیح ہو۔

2 قبول کے وقت قبول کرنے والے کی نیت کی ترجمانی صحیح ہو۔

3 ایجاب وقبول میں ایسی مطابقت ہو کہ اس کے ساتھ انعقاد کا وصف پایا جائے، یہ اس لئے کہ نیت دل سے متعلق ایک مخفی چیز ہے جس کی تعبیر امور ذیل کے ذریعہ ہو سکتی ہے:

i الفاظ اور ان کے قائم مقام چیزیں،لہذا گونگے کا اشارہ گفتگو کے درجہ میں متصور ہو گا[17]، تحریر خطاب کے درجہ میں ہے[18]۔اسی طرح عادت بھی لفظ کے قائم مقام ہے، کیونکہ کسی چیز کا عرف جاری ہونا اس کے بولنے کی طرح ہے۔[19]

ii فعل جیسے تعاطی۔

iii جنایات میں آلہ۔

iv عرف جیسے طلاق میں کنایوں کے الفاظ۔

فقہاء نے بہت زور دے کر ان صورتوں کو اسی مجلس میں بائع کی طرف سے ہونے والے ہر تصرف کی تفسیر قرار دیا ہے کیونکہ انہوں نے معاملہ سے اعراض کی بہت سی علامتیں ذکر کی ہیں۔[20]

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"فالمراد بالمجلس ما لا يوجد فيه ما يدل على الإعراض، وأن لا يشتغل بمفوت له"۔[21]

ترجمہ: مجلس سے مراد یہ ہے کہ جس میں بیع سے اعراض پر دلالت کرنے والی کوئی بات نہ ہو اور نہ کسی ایسے کام میں مشغولیت ہو جس سے بیع فوت ہو جائے، اور یہ اعراض کے لئے نہ ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیع میں مجلس کا جو ذکر آیا ہے وہ بذات خود مقصود نہیں، اگر ایسا ہوتا تو اس میں توسع کی بات قابل قبول نہ ہوتی، کیونکہ قاعدہ ہے: استثناء میں نہ توسع ہوتا ہے اور نہ وہ اصل میں تبدیل ہوتا ہے[22]۔ اسی لئے ہمارے یہاں استحسان کی بات کہی جاتی ہے، اس کی حقیقت اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ وہ اس چیز کا بیان ہے جو خلاف اصل آئے اسی لئے اس پر اس کے علاوہ کو قیاس نہیں کیا جاتا، کیونکہ قاعدہ ہے: "ما ثبت على خلاف القياس فغيره لا يقاس عليه"[23]۔ اسی طرح ایک اور قاعدہ ہے: جو چیز عذر کی وجہ سے جائز ہو وہ عذر کے ختم ہوتے ہی باطل ہو جائے گی[24]۔ تو مقصود یہ ہے کہ ایجاب کرنے والا اپنے ایجاب پر قائم رہے اور اس کے ساتھ قبول متصل ہو۔

احناف فقہی دقت نظر میں بہت ہی ممتاز مقام کے حامل تھے، وہ نصوص شرعیہ میں صرف ظاہر پر نہیں ٹھہرتے تھے بلکہ اس کے مفہوم و مقصود کو پیش نظر رکھتے تھے، جب شرعی نصوص میں ایسا ہے تو یہ فقہی نصوص میں بدرجہ اولیٰ ہوگا۔ حنفیہ نے احادیث: "لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب"[25] اور حدیث: "لا نكاح إلا بولي وشاهدي عدل"[26] کے سلسلہ میں دلالت الاقتضاء کی بات کہی ہے۔

اسی طرح انہوں نے حدیث: "إن الله لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم"[27] کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اللہ نے شفاء کو صرف حرام چیزوں تک محدود نہیں رکھا ہے بلکہ اس نے مباح غذاؤں اور دواؤں کے ذریعہ ہمیں حرام چیزوں سے مستغنی کر دیا ہے، تاکہ ہمارے دنیوی امور میں حرام قرار دی جانے والی چیزوں کے دستیاب نہ ہونے سے ہمیں نقصان نہ ہو۔

اسی طرح ان کا قاعدہ ہے: "تخصيص الشيء بالذكر لا يدل على نفي الحكم عما عداه"[28]۔ کسی چیز کے بطور خاص ذکر سے اس کے علاوہ کی نفی نہیں ہوتی۔ دوسرا قاعدہ ہے: "لتنصيص لايدل على التخصيص"[29] صراحت تخصیص پر دلالت نہیں کرتی۔ ان قاعدوں کی تطبیقات میں بہت مثالیں ہیں:

i. آیت: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ ۔۔۔ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ۔[30]
تو کیا وہ سوتیلی لڑکیاں جو ماں کے شوہر کی پرورش میں نہ ہوں اس شوہر پر حرام نہیں ہوں گی؟۔

ii. ارشاد الٰہی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ[31]

علامہ آلوسی بغدادیؒ لکھتے ہیں: کہ تجارت کا بطور خاص ذکر اس وجہ سے ہے کہ اس کی چلن زیادہ ہے، اور یہ غیور لوگوں کے لئے زیادہ مناسب ہے۔ اس میں یہ مفہوم مراد لینا جائز ہے کہ تجارت سے مراد شرعی طریقہ پر دوسرے شخص کی طرف

سے مال کی منتقلی ہے چاہے یہ تجارت ہو یا میراث، یا ہبہ ،یعنی خاص کا استعمال کر کے اس سے عام مراد لیا گیا ہے۔[32]

iii اسی طرح ارشاد نبوی ﷺ:"الماء من الماء"[33] احتلام سے غسل واجب ہو جاتا ہے، کا مطلب یہ نہیں کہ بغیر انزال کے التقاء ختانین سے غسل واجب نہیں ہو گا! تو حدیث:البایعان بالخیار : بھی اس قبیل سے ہو گی ،یعنی زیادہ تر ایسا ہوتا ہے کہ فریقین کے معاملات ایک ہی مجلس میں جمع ہوتے ہیں،ورنہ پھر زبانی پیغام رسانی اور تحریر کے ذریعہ معاملہ کرنے کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟

گذشتہ تفصیلات کی روشنی میں حدیث کا اجمالی مفہوم یہ ہو گا:

i جدا نہ ہونے کے وقت تک ہر فریق کو اختیار حاصل ہو گا۔

ii بیع کا معاملہ صرف دو اشخاص کے بیچ نہیں ہوتا،اس لئے حدیث میں "المتبایعان" کے ذکر کا مطلب یہ نہیں کہ عقد دو آدمیوں کے درمیان ہی ہو سکتا ہے، بلکہ یہ کئی فریقوں کے درمیان بھی ہو سکتا ہے اس پر اجماع ہے۔

iii اسی طرح عقد صرف مجلس لغوی پر موقوف نہیں بلکہ اس سے مراد ہر وہ معاملہ ہے جو عقد چاہنے والے متعدد فریقوں کے درمیان طے ہو، اگرچہ وہ ایک دوسرے سے دور ہوں۔

iv اسی طرح حدیث کا دائرہ صرف بیع تک محدود نہ ہو گا بلکہ اس میں اجارہ، ہبہ اور دیگر سب عقود شامل ہوں گے۔

اس خیال کی تائید اور بھی کئی نصوص سے ہوتی ہے، مثلاً آیت کریمہ:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا"[34] کو لیجئے، ہم دیکھتے ہیں کہ آدم بغیر ماں باپ کے بنائے گئے، حواء علیہا السلام، بغیر عورت کے صرف مرد سے، عیسیٰ علیہ السلام بغیر کسی باپ کے صرف ماں سے اور آج کلوننگ کے ذریعہ صرف مرد سے یا صرف عورت سے انسان ڈھالے جارہے ہے !! اگر یہ بات قرآن اس وقت کہتا تو کیا لوگ مان لیتے، اس کو ثابت کرنے میں شارع کا کتنا وقت لگتا؟ اسی لئے ہم کلوننگ کی جواز کی بات کہہ سکتے ہیں۔ یہ آیت حرمت کے قائلین کی دلیل نہیں بن سکتی۔

اسی طرح آیت:"إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ"[35]۔ کی بات ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ غیبی امور میں سے ہے، آج لوگوں کے لئے اس کا پتہ چلانا ممکن ہے، لیکن اس کا ذکر اس لئے آیا ہے کہ اس وقت زیادہ تر ایسا ہی ہوتا تھا۔ نصوص اس سے مانع نہیں کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو۔

اسی طرح یہ آیت کریمہ:

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ" [36] مقصود ہر وہ چیز ہے جو جمعہ کے لئے سعی سے مانع ہو سکتی ہو بیع کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ اس وقت بیع لوگوں کو زیادہ غافل کرنے والی تھی ورنہ واجب تو ہر قسم کے معاملات کو چھوڑنا ہے، ہاتھ کے کام، ٹی وی کا دیکھنا سب اس میں آتا ہے۔ لہٰذا کسی شے کے خاص ذکر سے دوسرے کی نفی نہیں ہوتی[37]۔ لہٰذا اجتماع کے بعد تفرق کا ذکر یہ معنی نہیں رکھتا کہ عقود ان ہی لوگوں کے بیچ میں ہوں گے جو ایک مجلس

میں موجود ہوں۔

مبحث سوم: جدید ذرائع سے معاملہ کرنے کا حکم

جدید ذرائع جن سے معاملات ہوتے ہیں تین طرح کے ہیں: سمعی وسائل، تحریری وسائل، سمعی وتحریری وسائل۔

1 سمعی وسائل سے مراد وہ وسائل ہیں جس کے ذریعہ ایک عاقد دوسرے کی آواز سنتا ہے جس میں آج کل مندرجہ ذیل آلات شمار ہوتے ہیں:

i موبائل فون اور دیگر آواز نقل کرنے والے وسائل سے تجارت ومعاملات کا حکم:

صحیح اور صاف آواز فون منتقل کرے تو اس سے بیع وشراء کرنی جائز ہوگی، اس کا قیاس فقہاء کے اس قول پر ہے کہ دور دراز رہنے والے افراد کے بیچ تعاقد جائز ہوگا اگر دونوں آوازیں اور ایک فریق دوسرے کی آواز سن لے اگر چہ ایک دوسرے کو نہ دیکھے[38]۔ دوری عدم موجودگی، پردہ اور ٹیلی فون وغیرہ کی وجہ سے عدم رویت عقد کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتی اور نہ فریقین کے بیچ رضامندی کے تحقق اور حصول ارادہ میں مانع ہوتی ہے، ٹیلی فون صرف نکلنے والی آواز کو دوسرے تک پہنچانے کا ذریعہ ہے، ارادہ کے اظہار کا کوئی نیا آلہ نہیں ہے اور عرف وعادت کا معاوضات ومعاملات میں اعتبار ہوتا ہے، اور افراد، کمپنیوں، مملکتوں اور اداروں کے بیچ ٹیلی فون سے گفتگو کا عام رواج ہے اور اس کی بنیاد پر مالی حقوق والتزامات عرفاً مرتب ہوتے ہیں۔[39]

ii ویڈیو کانفرسنگ اور سیٹلائٹ کے ذریعہ عقد بیع وشراء کرنا:

ویڈیو کانفرس ان لوگوں کے بیچ ملاقات کا نام ہے جو اس ویڈیو کے ذریعہ رابطہ کرتے ہیں جو آواز اور شکل دونوں کو نقل کرتا ہے، یہ ملاقات کبھی براہ راست ہوتی ہے جیسا کہ انٹرنیٹ اور سلا ئٹ کے ذریعہ رابطہ ہوتا ہے[40]۔ اور کبھی یہ ملاقات براہ راست نہیں ہوتی جیسا کہ رکارڈ شدہ ویڈیو کیسٹ میں ہوتا ہے جسے ہر وقت نہیں، بلکہ ضرورت پڑنے پر نشر کیا جاتا ہے، ذیل میں اس عقد بیع وشراء کا حکم بیان کیا جاتا ہے۔

آج کل تجارت میں ویڈیو کانفرس کا حکم: ویڈیو کانفرس کے ذریعہ عقد میں عاقدین زماناً متحد اور مکاناً مختلف ہوتے ہیں، یعنی وہ ایک دوسرے کو دیکھتے، ہنستے، گفتگو کرتے اور ایک دوسرے کی بات سن رہے ہوتے ہیں، اس قسم کا عقد تعاقد من المتباعدین کے حکم میں ہے، جس میں سے ایک شخص دوسرے کو سنتا اور دیکھتا ہے فقہاء نے صراحت کی ہے کہ یہ تعاقد صحیح ہوگا چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"لو تناديا وهما متباعدان وتبايعا صح البيع بلا خلاف"[41] اور اسی طرح ابن قدامہ نے لکھا ہے:

"ولو أقاما في المجلس، وسدلا بينهما سترا،أو بنيا بينهما حاجزا، أو ناما، أو قاما فمضيا جميعا ولم يتفرقا، فالخيار بحاله، وإن طالت المدة لعدم التفرق"[42]

لہٰذا جب فقہاء ایسے دور دور رہنے والے عاقدین کے معاملہ کو جائز قرار دیتے ہیں جن میں سے ایک دوسرے کو نہ دیکھتا ہو تو ایسے دور رہنے والوں کے مابین تعاقد تو بدرجہ اولی جائز ہوگا جن میں سے ایک دوسرے کو دیکھتا ہو، کیونکہ اس میں مشاہدہ

اور رویت کا عنصر ہے، جس سے رضا بین العاقدین اور مؤکد ہو جاتی ہے، پہلے میں یہ عنصر نہیں، لہذا اس قسم کا معاملہ عدم اتحاد مکان اور دوری کے باوجود عقد مشروع اور تعامل مباح کے درجہ میں ہو گا، کیونکہ لوگوں کے مابین معاملات میں اساس یہ ہے کہ رضامندی ہو، ظلم، غبن اور دھوکہ اور مال الغیر کو باطل سے کھانا نہ پایا جائے، موجودہ زمانے کے رجحانات اور مطالبات اور لوگوں کی ضرورتوں و مصلحتوں اور ان کے معتبر عرف وعادات وغیرہ کا تقاضایہی ہے کہ جواز کا حکم ہو، کیونکہ یہ معلوم ہے کہ صحیح عادات واعراف کی رعایت کی جاتی ہے، المجموع میں ہے: کہ عرف کی طرف رجوع واجب ہے، اور جسے لوگ بیع سمجھتے ہیں وہ بیع ہو گی۔

iii آواز اور تصویر دونوں کو منتقل کرنے والے فون کے ذریعے عقد بیع:

تعاقد کی یہ قسم جائز ومباح ہے جب کہ اتحاد مجلس ہو اور اعراض وانصراف پر دلالت والی کوئی چیز نہ پائی جائے، اس قسم کو اس معاملہ کے مثل سمجھا جائے گا جو دوایسے دور رہنے والے افراد کے درمیان ہو جو ایک دوسرے کو دیکھتے بھی ہوں اور سنتے بھی ہوں اور یہ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس میں اتحاد مجلس، ایجاب اور قبول کے ساتھ ہونے اور اعراض و تفرق پر دلالت کرنے والی کوئی چیز نہ ہو، اس میں یہ سہولت دی جائے گی کہ عقد سے متعلق چیز کو لانے کے لئے مجلس چھوڑ دے، اور مجلس عقد اس سلسلہ میں تین حالات میں سے کسی ایک حالت میں ختم ہو جائے[43]: فون پر گفتگو ختم ہو جائے۔ دونوں کے بیچ گفتگو جاری رہنے کے باوجود اعراض عن العقد کی دلیل پائی جائے۔ متعاقدین ایک دوسرے کو مجلس چھوڑتا ہوا دیکھ لیں اگرچہ دونوں کے بیچ گفتگو جاری ہو، اس سے مجلس کا وہ چھوڑنا مستثنیٰ ہو گا جو معاملہ کی تیاری کے سلسلہ میں ہو۔

2 تحریری وسائل سے معاملات کرنا:

تحریر بھی تعبیر ارادہ کے طریقوں میں سے ایک ہے، جو بات زبانی گفتگو میں ہوتی ہے وہی تحریر سے ہو سکتی ہے۔ فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ جب عاقدین ایک دوسرے کی تحریر اور دستخط پہچان جائیں تو تحریر سے معاملہ ہو جائے گا، ان کا کہنا ہے کہ: "فإن الكتاب ممن بعد كالخطاب ممن حضر"[44] موجودہ زمانہ کے تحریری وسائل میں جن سے معاملات ہوتے ہیں ان روایتی طریقوں کے علاوہ جن میں قاصد پیغام لے کر جاتا ہے، یہ ہیں: تار، ٹیلکس، فیکس، انٹرنیٹ، ای میل وغیرہ۔ یہ سارے آلات قاصد کے قائم مقام ہوتے ہیں۔

i انٹرنیٹ پر مکتوب پیغام (ای میل) کے ذریعے بیع وشراء:

انٹرنیٹ پر ای میل کے ذریعہ عقد بیع کرنے کو فقہاء کے نزدیک معروف عقد بالکتابۃ یا عقد بالرسالۃ کے قبیل سے شمار کیا جاتا ہے، لیکن یہ اس وقت جب اس میں بیع کی شرطیں اور ضوابط پائی جائیں، عقد بالکتابۃ یا عقد بالرسالۃ کی صحت وانعقاد پر فی الجملہ فقہاء کا اتفاق ہے، اگر ایجاب وقبول ہو جائے، سوائے عقد نکاح کے، علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "الكتاب كالخطاب"[45] اور حاشیہ دسوقی میں آیا ہے: "ينعقد البيع بمايدل على الرضا من العاقدين كالكتابة والإشارة والمعاطاة"[46] اس سے معلوم کہ ای میل کے ذریعہ تجارت کرنا جائز ہے۔

ii الیکٹرانک دستخط کا حکم:

دستخط ایک ممیز شخصی علامت ہوتی ہے، دستخط کنندہ کسی بھی ذریعہ سے اپنی قبولیت کے وثیقہ پر اسے ثبت کرتا ہے؛ لکھ

کریا اشارے سے یا انگوٹھے کے ٹھپہ سے ، یا ان کے علاوہ وہ طریقے جو وثیقہ کے التزام اور اسے تسلیم کر لینے پر دلالت کرتے ہوں۔ موجودہ دور میں ایک طریقہ الیکٹرانک دستخط کا بھی ہے۔یعنی اس میں انٹرنیٹ یا فیکس وغیرہ کے ذریعہ دستخط ہوتی ہے ،کوئی خفیہ کوڈ یا متعین اشارہ کیا جاتا ہے جو اس کی رضامندی کی دلیل ہوتا ہے۔اس دستخط کو استحقاق والتزام میں معتبر حجت مانا جاتا ہے ، کیونکہ ارادہ ورضا کے اظہار میں وہ روایتی دستخط کے مانند ہوتا ہے ،اور اس لئے بھی کہ اس طرح کے ذرائع مواصلات سے جو لوگ تعامل کرتے ہیں ان کے بیچ یہ دستخط متعارف ہو چکا ہوتا ہے۔ اور جو چیز تاجروں میں معروف ہو وہ مشروط کی طرح ہے ،الشرح الکبیر وحاشیہ دسوقی میں ہے:"ينعقدالبيع بمايدل على الرضامن قول أوكتابةأواشارة" بیع ہر ایسے قول یا تحریر یا فریقین کے اشارہ یا کسی ایک فریق کے اشارہ سے منعقد ہو جاتی ہے جو رضامندی پر دلالت کرے۔[47]

iii مکتوب الیہ یا تحریری خط پانے والے کا اختیار:

مکتوب الیہ انٹرنیٹ کے ذریعہ جو پیغام وصول کرتا ہے ،جب تک مجلس قائم رہے وہ اس سے نہ اٹھے اور جب تک موجب یا مرسل قبول اور موافقت سے پہلے رجوع نہ کرے مکتوب الیہ کو ردو قبول کا حق ہو گا۔[48]

3 سمعی وبصری وسائل سے معاملات کرنا:

موجودہ دور کے سمعی بصری وسائل میں مرئی انٹرنیٹ ہے ،یعنی جس میں بات کرنے والے کی صورت ظاہر ہوتی ہے ، اور ویڈیو کیسٹس ہیں،اگر ہم صرف سمعی وسائل سے انعقاد عقود کو درست سمجھتے ہیں تو سمعی بصری وسائل سے تو ان کی اجازت بدرجہ اولی دینی ہوگی، کیونکہ ان میں بالکل بھی اشتباہ نہیں ہوتا۔

مبحث چہارم:انٹرنیٹ کے ذریعہ معاملات سے متعلق ممکنہ اشکالات:

اس سلسلہ میں چند امور تحقیق کے متقاضی ہیں:

1 عقد کے منعقد ہونے کی جگہ اور وقت:

پہلا یہ کہ عقد کے انعقاد کا وقت اور جگہ کیا ہوگی،انعقاد کی جگہ قبول کرنے والے کی جگہ ہوگی اور یہی اس کا وقت بھی ہو گا، قبولیت جب کمپیوٹر پر ڈالی جائے گی تبھی سے اعتبار ہو گا،اس وقت کی تحدید کے لئے جس میں قبول کرنے والا کمپیوٹر میں اپنی قبولیت درج کرے گا،مقامی قوانین کا التزام بھی کیا جاسکتا ہے،وہ تنظیمی امور جو لائحہ عمل اور قوانین میں بیان ہوتے ہیں ان سے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں،اثبات کے طریقہ کا تعین ممکن ہے، اسی طرح ان مسائل کی تحدید بھی ممکن ہے جو کبھی مستقبل میں پیدا ہو سکتے ہیں۔[49]

2 اثبات وقائع کا مسئلہ :

اثبات وقائع سے مراد ایجاب کا اثبات، قبولیت صادر ہونے کا اثبات اوروقت انعقاد کی تحدید کا اثبات ہے نیز اس قانون کی تحدید کا اثبات جو عقد کے انعقاد میں واجب العمل ہو گا۔ مختلف ممالک کے قوانین میں ان چیزوں کا ذکر ہونا چاہئے اور ان پر بین الاقوامی قوانین کے احکام کی تطبیق کی جانی چاہئے،اسی طرح اگر مختلف ممالک کے قوانین میں اختلاف پیدا ہو جائے تو ان کا کیا حکم ہو گا اس کی تفصیل ہونی چاہئے۔

لیکن ان اشکالات سے یوں بچا جاسکتا ہے کہ فریقین خود ان تمام معاملات کو طے کرلیں۔ کیونکہ ملکی احکام سبھی مطلق واجب العمل نہیں ہوتے، جیسا کہ ماہرین قانون کہتے ہیں۔یعنی یہ کہ یہ ایسے احکام ہیں جن میں قانون میں صراحتاً ذکر کردہ امور کے خلاف پر اتفاق جائز ہو گا لیکن اگر فریقین اس پہلو کو نظر انداز کردیں تو پھر وہی قوانین نافذ ہوں گے جو ہر ملک میں ہوتے ہیں۔ یہ بھی مناسب ہو گا کہ جن ملکوں کے فریق معاملہ کرنا چاہتے ہیں وہ قانون دانوں سے بھی رائے مشورہ کرلیں کہ اس معاملہ پر کون کون سے احکام مرتب ہوں گے اور اگر معاملہ ایک ہی ملک کے دائرہ میں انجام پارہا ہے تو نسبتاً آسان ہو گا۔[50]

خلاصہ بحث:

1 مجلس سے مراد وہ حالت ہے جس میں عاقدین کسی معاملہ کو طے کرنے میں مشغول ہوں۔

2 مجلس کے اتحاد سے مراد قبول کا ایجاب سے مربوط و متصل ہونا اور اختلاف سے مراد ایجاب و قبول کے درمیان ارتباط واتصال کا نہ پایا جانا ہے۔

3 اگر بہ یک وقت فریقین انٹرنیٹ پر موجود ہوں اور اسی وقت ایجاب اور دوسری طرف سے قبول بھی ہو جائے تو بیع منعقد ہو جائے گی، اور اگر ایجاب کے وقت دوسرا فریق انٹرنیٹ پر موجود نہ ہو بعد میں وہ بائع کے پیغام کو انٹرنیٹ کے ذریعہ پڑھے تو یہ صورت عقد بالکتابۃ کی جو تفصیل فقہاء نے لکھی ہے اس کے مطابق خریدار کی طرف سے بیع کو مکمل کرنے کی گنجائش ہو گی۔

4 خریدار اور بیچنے والے کی اجازت کے بغیر تیسرے شخص کا انٹرنیٹ کی ان معلومات تک پہنچنا درست نہیں۔

5 ویڈیو کانفرس کے ذریعہ خرید وفروخت جائز ہے۔

6 تحریر کے ذریعہ بھی خرید وفروخت درست ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] المرسی، أبوالحسن علی بن اسماعیل(458ھ)المکم والمحیط الأعظم، دارالکتب العلمیة، بیروت، طبع اول2000م، ص7/ 271

[2] الأذی، المبرد، محمدبن یزید(285)المقتضب، عالم الکتب، بیروت، بدون طبع وتاریخ، ص3/ 102

[3] یعقوبی، الدکتور امیل بدیع، موسوعة النحووالصرف والإعراب، دارالکتب العلمیة، بیروت، طبع اول2004م، ص638

[4] ایضاً

[5] مجلةالأحکام العدلیة، دفعه 181، فصل سوم، ص38، نور محمد، کتب خانہ آرام باغ کراچی، بدون طبع وتاریخ۔ اسے خلافت عثمانی میں علماء کے ایک مجمع نے تحریر کیا ہے۔

[6] الشامی، إبن عابدین، محمدبن عمر(1252ھ)الرد المحتار علی الدرالمختار، دارالفکر بیروت، طبع دوم ،1992م ،ص4/ 526

[7] الردالمحتار على الدرالمختار،ص4 /527
[8] مجلة الأحكام العدلية،دفعة 98
[9] البخاری، محمدبن اسماعیل(256ھ)الجامع الصحیح،حدیث2111،دار طوق النجاة،بیروت،طبع اول 1422ھ
[10] الحمیدی،أبوبکرعبداللہ بن زبیر، مسندالحمیدی،حدیث670،دارالسقا،دمشق،طبع اول1996
[11] مجلة الأحكام العدلية،دفعہ173
[12] ایضاً:دفعہ 781
[13] آفندی،علی حیدرخواجہ امین(1353ھ)درر الحکام شرح مجلة الأحكام،دارالجيل،بيروت،طبع اول 1991م،ص132/1
[14] *تعاطی میں اجارہ وغیرہ بھی آتے ہیں،اسی لئے یہاں تعاقد سے تعبیر کیا گیا*(رد المحتار،ص4 /503)
[15] مجلة الأحكام،دفعہ175
[16] ردالمحتار،ص4 /507
[17] مجلة الأحكام العدلية،دفعہ 170،*اس کو مختلف عبارتوں میں بیان کیا گیا ہے مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔ دفعہ* 741
[18] مجلة الأحكام العدلية،دفعہ 69۔الجصاص،أبوبکر،أحمد بن علی(370ھ
[19] أحکام القرآن،ص2 /173،داراحیاء التراث العربی،بیروت،طبع اول:1405ھ
[20] رد المحتار،ص4 /527
[21] ایضاً:ص526/4
[22] الرازی،أحمدبن علی أبوبکر الجصاص،الفصول فی الأصول،وزارة الأوقاف،الكويتية،ص246/1
[23] الغزی،الشیخ الدکتور محمدصدقی،بن أحمد،مؤسسة الرسالة،بیروت،طبع چہارم،1996م
[24] مجلة الأحكام العدلية،دفعہ23
[25] القشیری،مسلم بن الحجاج بن مسلم(261ھ)الجامع الصحیح،حدیث نمبر394،داراحیاء التراث بدون تاریخ،ص1 /295
[26] الشافعی،محمدبن ادریس(204ھ)مسند الإمام الشافعی،حدیث نمبر1134،شرکة غراس،کویت طبع اول1425ھ ص3 /41
[27] الجامع الصحیح ،امام بخاری،کتاب الاشربة،باب شراب الحلواء والعسل،تعلیق،ص7 /110
[28] المجددی،محمدعمیم الإحسان،قواعدالفقه،قاعدہ نمبر78، *الصدف پبلشرز کراچی، طبع اول*1986م ص68
[29] ایضاً:قاعدہ نمبر94،ص72
[30] النساء:23/4

[31] النساء:29/4

[32] آلوسی،شہاب الدین محمودبن عبداللہ(1270ھ)روح المعانی فی تفسیرالقرآن والسبع المثانی،دالکتب العلمیۃ،بیروت،طبع اول1415ھ، ص16/5

[33] صحیح مسلم، حدیث343

[34] الحجرات:13/49

[35] لقمان:34/31

[36] الجمعة:62/9

[37] الفصول فی الأصول، ص4 /328

[38] شربینی، محمدبن احمد(977ھ)مغنی المحتاج إلی معرفة الفاظ المنھا،دارالکتب العلمیة، ص45/2

[39] *قاسمی، مولانا مجاہد الاِسلام، جدید فقہی مباحث، ادارۃ القرآن والعلوم الاِسلامیۃ کراچی، اشاعت 2009م، ص 21/236*

[40] ایضاً:ص277

[41] النووی،أبوزکریامحی الدین یحیی بن شرف(676ھ)المجموع شرح المہذب،دارالفکر،طبع وتاریخ ندارد ،ص193/9

[42] المقدسی،ابن قدامة،أبومحمدموفق الدین عبداللہ بن أحمد(620ھ)المغنی،مکتبة القاھرة، سن 1968،ص484/3

[43] ردالمحتار، ص512/4

[44] السرخسی،دشمس الأئمة، محمدبن أحمدأصول السرخسی،دارالمعرفة،بیروت،ص376/1

[45] المرغینانی،برہان الدین علی بن ابی بکر(593ھ)الھدایة،داراحیاء التراث العربی،ص23/3

[46] الدسوقی، محمدبن أحمدالمالکی(م1230ھ)الدسوقی علی شرح الکبیر،دارالفکربیروت،ص3/3

[47] ایضاً

[48] *یہ حنابلہ اور حنفیہ کا مسلک ہے، شافعیہ نے خیار قبول کے لیے فوریت کی شرط لگائی ہے، مالکیہ نے تھوڑی تاخیر کی اجازت دی ہے جو اعراض کی دلیل نہ ہو* (فتح القدیر، ص78/5، المجموع، ص179/9، الفروق، ص172/3)

[49] *قاسمی مجاہد الاِسلام، جدید فقہی مباحث، ص 21/252، ادارۃ القرآن، کراچی*

[50] ایضاً۔